REGISTERD NO. A 783



M. B. Khan Artist مستان المطابع پریس لکھنؤ وکٹوریا اسٹریٹ میں باہتمام حکیم محمد ممتاز حسین مالک و اڈیٹر چھپکر شائع ہوا Lucknow
قیمت فی پرچہ ۲ر

منیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد وضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لیجاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی للعہ سالانہ قیمت لیجائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اسوجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے خدمت ملک کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اُسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اس میں آپکے مذاق کے مضامین نہوں۔ اور دوسرے پرچے میں آپکے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچے کے مضامین آپکے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو بقیہ مدت کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ اخیر شما بسلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچے کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبانِ مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو اُنھیں لازم ہے کہ چھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کرالیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اٹھائیں مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاک کے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ گھپ ہوجاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دولتکدے پر نیازمند منیجر خود نہیں پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گمشدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اُسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہیں کی جاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں منیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے اُنکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے۔

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی صلح کل پالیسی کے مطابق ہونگے وہ شائع ہونگے اور اُن کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تفتیش اُن میں نہ ہو۔ فقط

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں اُنھیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ اُن کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۳ مضامین غیب نمبر ۴۳

۱۵ نومبر سنہ ۱۹۱۸ء

افسانہ قمرالزماں و حلیمہ

یہ عجیب و غریب افسانہ گزشتہ نمبروں میں شائع ہوا
صداراب نوفل کی کتابوں کو ترجمہ کر کے لکھا
کہہ چکے تھے حال ترجمہ نہیں ہوئے تھے عنوان قصہ
قصص کا ترجمہ کیا جائے ان فرمائش کرنے والوں میں
ہمارے مکرم دوست سید جالب صاحب دہلوی مدیر ہمدم
بھی ہیں۔ آج وہ افسانہ شروع ہوتا ہے۔ درحقیقت
کی ذات ہی دولت ختم ہے۔ اس وقت تک ہمارا افسانہ
عربی فارسی انگریزی اور ہندی لٹریچر کا نچوڑ
دکھانے کو بیان کرنا اس سے کتابی کی ضرورت
ہوا شکل نکروں میں خاک ڈال کے عجب کے ساتھ
چل دیے تھی۔ ہم نے قمرالزماں نے منتہا کی اسکی
نظیر موجود نہیں۔ ہمارے ہاں لکھنے والے ادب وانشا
عقلی ترجمے سے گھبراتے ہیں کبھی کبھی افسانہ بھی
نہیں جانا۔ گستاخی معاف حضرات نے اور قصہ بھی اسکا
ترجمہ فرمایا۔ مرحوم نے کہا اور یہ کہ ان قصص کو صفحہ
کتاب کی صورت میں چھپا ئیں لہٰذا ادیبوں سے
التماس ہے کہ ان قصص کے تمام حقوق محفوظ ہیں نقل
و تصرف کی اجازت نہیں۔ دراصل کی نوعیت اس قسم
کی ہے کہ کاتب کے چھپنے اور مترجم کی صورت تغیر
کرنے پر بھی اصل قصہ کی خوبی نہیں بدلتی۔ ایک
سینما کمپنی نے اس قصے کے بارے میں خط کتابت
ہو رہی ہے۔ مولانا یہ ہمیں ضرور وحشی بنا دیں گے
مستقل شے کی صورت دیکھ لیں یا کچھ دیکھنے والا وہ
نقل کا انتظام دیکھیں جیسے حضرت اوپر مثل
کی نقل دکھا دے پہلے افسانہ میں حاضر ہے کر دو۔
خدا سیاں قمرالزماں کے شریف چہروں اور ہیئت
بھولی ہر لکھا ہوا ہے سینے سے بچاے جن کی

برتھ پر بسر ہوتی ہے۔
افسانہ کا نام بھی زیر تحریر ہے۔ اسکا مصرف بیکار
کہ افسانہ ختم ہے کہ جہاں چھپا سیلاں لکھ
ایڈیٹر صاحب سے فرمایا ہے آپ کو اختیار ہے
ایڈیٹر

شہر بغداد کے شہزادہ قمرالزماں کے افسانہ کو
کر دینے کے لیے ہمیشہ سو رہے ہیں۔ اگلے زمانے میں عبدالرزاق نامے
ایک سوداگر بہت مالدار اور با عزت تھا اقبال و دولت کی
گھر میں کمی نہ تھی۔ آیا گیا اپنا پرایا تعظیم تکریم سے پیش
آتا تھا۔ شاہ بندر یا ملک التجار کہلاتا تھا۔ خدا نے دو بچے
عنایت کیے تھے ایک لڑکی جسکا نام کوکب الصباح تھا اور
ایک لڑکا جسکا نام قمرالزماں رکھا تھا بہن بھائی کی
جوڑی ایسی خوبصورت تھی کہ مشتری اور چاند بھی حسد کرتے
ہوتے تھے۔ ماں باپ نے نظر بد کے خوف سے عمر بھر سے
میں دونوں کو پرورش کیا۔ چودہ پندرہ برس کی عمر تک
ماں باپ استاد یا لونڈیوں کے سوا انھوں نے غیر کی
صورت نہ دیکھی اسی تہ خانے میں تمام علوم و فنون کی
تعلیم ہوتی رہی۔ ایک روز لیٹی عبدالرزاق نے بیوی سے
کہا اے بی تم تو سمجھتی ہو میری اولاد کوئی مجرم نہیں ہے جسے
تم یوں چھپاؤ۔ کب تک دن رات تہ خانے میں بند رہے
آفتاب کی صورت نہ دیکھے اب دونوں انشاءاللہ میں
اپنی اولاد دیکھ کے کہتی ہوں ہم تمیز کو پہنچے چراغ کی
ترسات پردوں میں رکھنے کی چیز ہے آخر قمر کو باہر نکلنے
سے کیوں روکتے ہو زندگی کا بھروسا نہیں ہو سکنے والی
شہدی کل نہ ہوئی تو عالم دوارث سمجھ کے مال متال توفیر
میں داخل کرے گا۔ بیٹا قمر لکھ سکے گا کہ میں فلاں سوداگر
کا فرزند ہوں ایک نہ سنی جائے گی کوئی گواہی نہ دیگا
کہ عبدالرزاق کسی لڑکے کا باپ تھا۔ اسکے علاوہ دولت
بھی جوانی کی طرح ڈھلتی پھرتی چھاؤں ہے آج اجالا ہے
کل اندھیرا جو خدا نخواستہ برے دن آ گئے تو لڑکا ہے
اسکے کاروبار کا کہاں سے پتہ چلے گا عزت کو ہیبت
میں جان پھنسے گی دنیا اسکی حماقت پر ہنسے گی۔ بہتر یہ ہے
کہ ابھی سے ہم دیکھ لیں کہ قمر کو معاش سے باہر نکال کر سکھ
سخت الشعاع رہیگا مرد بچہ ہے کاروبار دیکھے سیکھے گی

شعار نہیں رکھے۔ حسن و جمال کی شہرت ہو تو زبان کھیں
دیکھا کہ فرحت کے چاند کی قربانی ڈالی میں سے بدلی
لگاؤں سے شہروں میں انکار ہے۔ دل کی قربانی کی
کہیے۔ میاں عبدالرزاق آدمی صاحب فہم تھے کہنے لگے
بی بی تمہارا قول بجا ہے مگر کیا کروں دل نہیں مانتا قمر
باہر نکلا تو زمانے میں اندھیر مچے گا مرد بھی مریں گے
عورتیں بھی جان دیں گی پھر مردوں اور عورتوں کے قول کا
مقابلہ کرنا بندے کے امکان میں نہیں۔ غرض بی بی کے
اصرار سے میاں لاچار ہوئے دوسرے دن قمرالزماں کو
پوشاک پہنا کے قمر کو ہمراہ لیا حشم خدم کے ساتھ بازار کا رخ
کیا آخر وہ سورج تھے دیکھا سامنے آ کر عاشق زار ہو گیا
مردوں کی آنکھوں کی طرح بھی بازار گرم ہوا کسی نے
بجائی پر ہاتھ دھرا کوئی پکارا خدا ہے

خلقت الجمال لی فتنۃ وقلت لی یا عباد اتقون
وانت جمیل تحب الجمال فکیف عبادک لا یعشقون

اے حسن و جمال کی ہستی جس نے پیدا کر کے مجھے حکم دیا ہے
کہ پارسا ہو وہ تو خود جمیل اور جمال دوست ہے بھلا پھر کیسے

بدست عوام زر دست کے لیے

سمن لعرض انفصال مقدمہ

(آرڈر ۵ قاعدہ ۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی سنہ ۱۹۰۸ء)
نمبر مقدمہ ۹

عدالت جناب چودھری محمد علیم صاحب بہادر اسسٹنٹ کلکٹر وصاد و
منشی لطیف حسین صاحب بہادر منشی ہرکشن بہادر کری بحمد
علاقہ ضلع سہارنپور۔ مسمی سراج دین قوم برگشت دہلی
ساکن ولد ... حسب الحکم ... ترسیل ... طلب
بنام ... ساکن ... برگنہ دہلی ...

واضح ہو کہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش ... لہٰذا تم کو
حکم ہوتا ہے کہ تم ... حاضر ہو کر جواب
دعوے ... عدالت ... اصالتاً یا بذریعہ وکیل
... جو مقدمہ کے جملہ سوالات اہم کا جواب دے سکے یا جسکے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جواب
ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو ... درستی کی گرو
... تاریخ ہو تمہاری حاضری کے لیے مقرر ہے ...
... تم کو ہدایت ہوتی ہے ...
... شہادت ... حاضر ...
... اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر ... مذکورہ ...
... تمہاری غیر حاضری میں ... فیصل ہوگا۔
بثبت ... عدالت ... آج بتاریخ ۱۵ ماہ نومبر
جاری کیا گیا۔

(مہر عدالت)

دستخط ... اسسٹنٹ کلکٹر درجہ ...

بندے کہو کہ عشق سے بچ سکتے ہیں؟ میاں عبدالرزاق کا یہ عالم جیسے کوئی شہدا بن میں روٹی لے کے نکلے اور شہدا اسکا پیچھا کریں - ایک ایک کی طرف کوئی لے کے بیچارے بڑھتے - عاشقوں کی بھیڑ کائی کی طرح پھٹتی اور پھر یکجا ہو جاتی - یہ لاکھ لگے کہتے مگر کون سماعت کرتا کسی نے ہاتھ چوما کسی نے جوتیوں کی خاک آنکھوں سے لگائی - کوئی بولا آفتاب مغرب سے نکلا قیامت آئی - آوازے پر آوازے سنتے سنتے میاں

عبدالرزاق کھسیانے ہو کے بی بی کو بد دعا دینے لگے "خدا غارت کرے تیری ماں کو ہزار طرح سمجھایا مگر اسکی سمجھ میں خاک نہ آیا - اب دیکھ ان دیوانوں نے عافیت تنگ کر دی ہے - اب کیونکر ان کمبختوں کی بری نظر سے تجھے بچاؤں - نہ عورتوں میں شرم نہ مردوں کو پاس - یہ گردوں بھیڑ خاک چیوں تیوں دکان تک پہنچے غلاموں نے دروازہ کھول دیا مسند آراستہ کی - قمر کو بٹھایا - مگر چاند کے گرد ہالہ نہ چھٹتا تھا - بازاریوں کی نگاہیں اب بھی گناہ پر تلی ہوئی تھیں میاں عبدالرزاق شرم کے مارے زمین میں گڑے جاتے تھے

خاک ہی اپنی نہ تھی اڑ رس بکاں سے اُڑ گئے
ہم جہاں جیوں نقش پا بیٹھے وہاں سے اُٹھ گئے

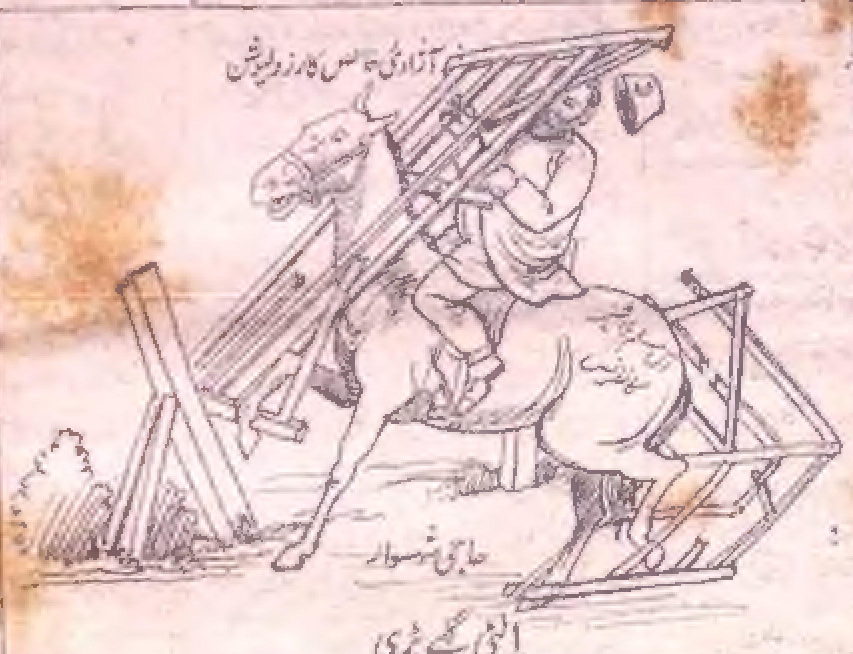
بازاریوں نے زبان طعن کھولی کسی نے کہا ؎

ریش سفید شیخ میں ہے کھلت زیب
اس کو جا ملی ہے دکر کماں [illegible] ؎

کوئی بولا ؎

باقی ہے شیخ کو ابھی حسرت گناہ کی
کالا کرے ہے منہ بھی جو داڑھی سیاہ کی

سائیں وہاں تو بازاری طعن و تشنیع اس کان سنتے اس کان اڑاتے تھے - انھیں خود وضع سے کام تھا سوداگر لہو کے گھونٹ پیتا اٹھا غلاموں کو دکان



الٹی گلے پڑی

بند کرنے کا حکم دیا - قمر سے کہا بیٹا [illegible] آج کا دن تجھ سے لوگ سمجھتے ہیں کہ میں نے حسن فروشی کی دکان کھولی ہے نہ کوئی ہیرا مول لیتا ہے نہ یاقوت کا بھاؤ پوچھتا ہے جسے دیکھو تیرے دانتوں پر ہیرا کہتا ہے ہونٹوں پر قربان ہوا جاتا ہے - خدا تیری ماں سے سمجھے جس نے خواہ مخواہ تجھکو بنایا۔"

سائیں بدستور بیٹھے رہے جب غلاموں نے کہا چلتا دھندا کیجیے اب شام ہوئی آفتاب غروب ہوا ہے تو اٹھے اور سایہ کی طرح سوداگر بچہ کے ساتھ چلے پیچھا پھر بھی نہ چھوڑا - عبدالرزاق نے درشت ہو کے کہا - حضرت کیا ارادہ ہے - بولے ناخواندہ مہمان ہوں

اسی اثنا میں ایک درویش مست جھومتا جھامتا ایک ہاتھ سے چھڑی تھامے دوسرا ہاتھ اس داڑھی پر جو [illegible] کی خدمت انجام دیتا ہی تھی پھیرتا [illegible] ہوا کو ہمارا دماغ سے [illegible] نبات عارض اسی پانی سے سرسبز و شاداب - دیر تک ٹکٹکی باندھے دیکھتا رہا پھر آگے بڑھ کے شاخ ریحان کو کسی کی ڈالی [illegible] سو درویش کی تعظیم سالانہ کرتا ہے عبدالرزاق نے چند درہم انعام دیے اور کہا سائیں پھر آؤ - وہ [illegible] اپنی جگہ سے نہ ٹلے دکان کے چبوترے پر نقش کی طرح جم گئے ؎

آپ کی تواضع کا امتحان منظور ہے - سوداگر نے قبول کیا وہ دل میں کہا سچ [illegible] جاتے ہو آج تمھاری خاطر ہے اور میرا ہاتھ - اور درویشی کی شان [illegible] تو جب ہی کنت سوداگر کے گھر پہنچا سکا درویش کو باہر بٹھایا نماز کے بعد مہمان کے پاس آیا اور دسترخوان بچھوایا - میاں فرنگی ساتھ تھے انھیں علیحدہ لے جا کے سمجھایا کہ میں تماشا دیکھوں گا تم پاس رہنا بیٹے - سیاں کو اپنی طرف متوجہ کر کے گھبراؤ نہیں [illegible] دل بھی کھیر کی [illegible]

جب کھانے سے فراغت ہوئی تو عبدالرزاق [illegible] میں چوکی کے کمینگاہ میں جا بیٹھے مگر معاملہ برعکس پایا درویش خاموش [illegible] ہاں کبھی کبھی بچے کی جانب دیکھ لیتے پھر [illegible] کی سمجھ گردانی کرنے لگتے [illegible] ناکند [illegible] لیکن [illegible] کمبخت [illegible] گودی میں [illegible] اور [illegible] اب تو قیامت کی [illegible] ہاتھ جوڑ کے منت کرنے لگے کہ صاحبزادے [illegible] یہ کیا شوخی ہے میں تمہارے باپ کے برابر ہوں تمہیں شرم نہیں آتی - صاحبزادے کسی کی [illegible] تھے - نہ استغفراللہ کی پروا تھی نہ لاحول [illegible]

آنا رق کیا کہ درویش بیچارہ بچوں کی طرح رو دیا جب یوں بھی جان نہ بچی تو جا نماز بچھا کے مشغول ذکر و فکر ہوا مگر کسی نماز کہاں کی مسلمے صاحبزادے باز نہ آئے سجدے میں بھی گردن پر سوار ہو کے اپنے صدقے سے درویش کا وضو شکستہ کرتے رہے - آخر اسنے دہائی دی - عبدالرزاق درویش کے چیخنے کی آواز سے خوش ہو کے باہر نکلا اور خود بڑھ کے بولا کہ حضرت معاف کیجیے میں نے [illegible] اس کو آپ پر مسلط کیا تھا - خدا کا شکر ہے کہ آپ کی جان بچ گئی اور میں بھی خود خیر سے محفوظ رہا - پھر قمر کو اشارہ کیا کہ اب پڑھ کے سر [illegible] نہ بولو [illegible]

ایسا نہ ہو کہ جمعیت نا شاد ہو جائے۔ قمرالزماں گوشہ قبر میں دو شالہ تان کے لیٹ رہا۔ اور عبدالرزاق مجذوب سے مخاطب ہوا کہ حضرت آپ کیوں روتے ہیں۔ درویش نے جواب دیا۔ جانے دیجیے۔ [illegible]

اصرار و انکار کے بعد سائیں نے اپنی واردات یوں بیان کی کہ بندہ ایک جہاں گرد فقیر ہے۔ ایک سال اُدھر کا ذکر ہے کہ پھرتے پھرتے بصرہ میں دوپہر کے وقت جمعے کے روز وارد ہوا کیا دیکھتا ہوں کہ عطر فروشان جوہری بازار ترکاری کی منڈی غرض ہر جگہ منڈیوں کی تمام دکانیں کھلی ہوئی ہیں لاکھوں کا مال دھرا ہے مگر کسی دکان پر کوئی متنفس موجود نہیں۔ راستے گلی میں ہو کا عالم ہے۔ یہاں تک کہ چڑیا کبوتر مرغ کی صدا نہیں آتی۔ یہ دیکھ کے مجھے حیرت نے گھیرا۔ کسی شہر کی بستی کو سانپ سونگھ گیا [illegible] ہو گئے۔ میں شدت سے بھوک کا تھا [illegible] حلوائی کی دکان سامنے تھی [illegible] اور بالائی والے کی دکان سے بالائی کا تھال اٹھا لیا۔ [illegible] پیٹ بھرا۔ وہاں کوئی ہوتا تو [illegible] کی آواز کان میں آئی۔ دل [illegible] مصلحت کے خلاف ہے کسی گوشے میں چھپ رہو [illegible] آفت میں گرفتار ہو [illegible] ویرانی کا ضرور کوئی سبب ہے۔ سوداگر صاحب موت تو میں [illegible] میں فوراً ایک حلوائی کی کوٹھری میں جا چھپا۔

دروازے اور دست بند کر لیے۔ تھوڑی دیر میں خوبصورت عورتوں کا ایک غول بازار سے گزرا۔ معلوم ہوتا تھا کہ گویا آسمان سے چھوٹے چھوٹے ستارے فرش زمین پر بکھر گئے۔ ان میں سے کسی کے چہرے پر نقاب نہ تھی۔ بیچوں بیچ میں ایک حسینہ تھی۔ ایک ماہ تاباں جواہر [illegible] آہستہ آہستہ آ رہی تھی۔ کیا کہوں وہ کیا چیز تھی۔ سوداگر صاحب میں نے ہزاروں شہر دیکھ ڈالے مگر ایسی شکل کہیں نہ دیکھی تھی۔ دفعتاً وہ ایک مقام پر ٹھہری اور ساتھ والی سے کہنے لگی میرا دل دھڑکتا ہے دیکھو تو سامنے والی دکان میں کوئی مردوا نہ چھپا ہو۔ جلدی تلاش کر ایسا نہ ہو کہ ہماری بے نقاب صورتوں کا نظارہ کر رہا ہو۔ میری جان نکل گئی کہ اب موت آئی۔ مگر اس کا اشارہ تھوڑی ہی دکان کی طرف تھا۔ کنیزیں ہاتھ میں برہنہ تلواریں لے کے دکان میں گھسیں۔ ایک شامت زدہ کو پکڑ لائیں۔ بیگم صاحبہ چیں بہ جبیں ہوئی حکم دیا اسے قتل کر دو فوراً بجلی کوندی اور غریب کی گردن گیند کی طرح زمین پر لڑھکتی نظر آئی۔

لاش اسی حالت میں چھوڑ کے یہ حسینائیں آگے بڑھی چلی گئیں۔ ساعت کے بعد [illegible] لوگوں کی آمد و رفت شروع ہو گئی میں بھی دبے پاؤں دکان سے باہر نکلا [illegible] کی لاش کھینچنے میں مشغول ہے کوئی میری طرف متوجہ ہو [illegible] اب پچھتاتا ہوں کہ میں نے جان عزیز کی [illegible] باہر آتا تو حسن کا [illegible] پیارا پیارا [illegible] خدا جانتا ہے جب وہ نظارہ گذر گیا ہے نہ کسی وقت آنکھ سے آنسو تھما دل کی آگ بجھی۔ سوداگر صاحب تمہارے شہر میں آ کے بھی چین نہ پایا۔ اللہ قمرالزماں کی عمر میں برکت دے نظر [illegible] بچائے ہو جو اس تمثال عالم کی شبیہ ہے۔ اچھا اب دروازہ کھولو۔ دو قدم بیاباں بیابانی کے شوق میں [illegible] گریباں [illegible] پڑا ہے گھر میں بیٹھ کے یہ حرکتیں زیبا نہیں۔

فقیر نے اپنی راہ پکڑی مگر میاں قمرالزماں دوشالے کے [illegible] پڑے تھے۔ [illegible] نے ساری

قرآنی تحریک

قرآنی تحریک کا منشاء یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا یہ آخری اصولی پیغام نوع انسان کے ہر فرد تک پہنچ جائے۔ قرآن پاک کے بتائے ہوئے طریقے اور [illegible] کے ساتھ اس کا علم و عمل عام کیا جائے۔ مسلمانوں میں جو بے معنی و مطلب کی تلاوت و تعلیم کی رسم ہے اس کی اصلاح کی جائے اور معنی و مطلب کے ساتھ تلاوت و تعلیم کو عام کیا جائے۔ [illegible] جس کی وجہ سے مسلمانوں میں صرف عقیدت مندی باقی رہ گئی ہے ان رکاوٹوں کو دور کیا جائے اور ایسی تدابیر اختیار کی جائیں جس سے ہر مرد [illegible] جاہل تک قرآن پاک کو پڑھ سکیں اور اس کے مفہوم سے واقفیت حاصل کر سکیں۔ علماء و مشائخ [illegible] ائمہ مساجد، رہنمایان قوم [illegible] مدارس [illegible] انجمنوں کے کارکنوں سے گزارش ہے کہ قرآنی تحریک کو [illegible] اغراض و مقاصد میں [illegible] اس کو عمل کر کے اسلام کی اصل خدمت انجام دیں۔

مصلحت دید من آنست کہ یاراں ہمہ کار

بگذارند و سر طرۂ یارے گیرند

مسلمانان دنیا [illegible] اگر قرآنی [illegible] قرآنی تحریک کی [illegible]

ملتمس ابو محمد مصلح مبلغ قرآن

[illegible]

(دفعہ قابل [illegible])

سمن بنا بر انفصال مقدمہ

[illegible] نواب سید محمد سلطان [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کہانی کہی ہے آپ جانتے عشق ایک بے اصول بادشاہ ہے دیدار پر قانون نہیں گنتا ہی کافی ہے۔ بیداری پر منحصر نہیں خواب ہی دیکھا کے دیوانہ بنا رہتا ہے۔ اس کو ایک گھوڑ دوڑ کا راستہ ہے۔ قمرالزماں دن رات بھر اشتیاق میں نیند آئی صبح ہوتے ہی رٹ لگائی کہ سوداگروں کا گروہ ہے مال تجارت لے کے شہروں شہروں گھومتے ہیں میں بھی سفر کروں گا مجھے اجازت دو۔ بیٹا کبھی یا کبھی جیل ان سفر میں بیٹھ گھر اچھے ہیں تمہاری بلا اس کی باتیں میں جلاوطن ہو گھر میں بیٹھو مگر وہاں تو سر پر اور ہی بھوت سوار تھا۔ آخر ماں نے کہا صاحب جانے کیوں نہیں دیتے بچہ کہتا ہے کیوں جھڑیاں سہتے گھر میں بیٹھے۔ ہاں میاں تم انشاء اللہ تم بے کے سدھارو۔ ہی کوئی کنگال نہیں اللہ رکھے سیکا بھی پڑے سسرال بھی بھری پڑی ہے جو نہیں سامان کرتے ہو میں اپنے پاس سے نوے ہزار اشرفیاں دیتی ہوں سوداگری کا مال خریدو اور سدھارو ورنہ دنیا مجھے نام رکھے گی کہ ماں نے ہونا جو منا بنا کے صاحبزادے کو لاڈ میں خراب کیا کچھ سیکھنے نہ دیا۔ لیجیے حضرت عشق نے پاسپورٹ حاصل کر لیا قطعیاں فیتے والے لیس ہو چلتے وقت ماں نے ایک تھیلی میں بیش قیمت نگینے بھر کے صاحبزادے کو دیے اور کہہ دیا کہ بیٹا اسے ہر وقت اپنے پاس ہی رکھنا کبھی جدا نہ کرنا سفر کا معاملہ ہے ہزار ہا نسبتیں انسان پر نازل ہوتی ہیں کیا عجب کہ راہ میں ڈاکوؤں سے مڈبھیڑ ہو مال متاع لٹ جائے تو یہ تھیلی خدا نہ کام آئے گی۔ نگینے بصرے کے نذر ہو گئے۔ بس میں ایک ایک نگینہ ہزار اشرفی کی قیمت رکھتا ہے۔ لے جاؤ جس طرح پیٹھ دکھائی ہے اسی طرح منہ دکھانا تمہیں خدا کو سونپا۔ قمرالزماں نے ماں کی نصیحت کی طرح تھیلی کو دل کے قریب جگہ دی اور سے کپڑا لپیٹ لیا حشم خدم کے ساتھ بصرے کی راہ لی۔ ایک منزل بصرہ باقی تھا کہ بدوؤں نے آگھیرا مال تجارت کے ساتھ غلاموں کی جانیں بھی لیں قمرالزماں خون لگا کے شہیدوں میں مل گیا۔ آنکھیں بند کر لیں بدو مردہ سمجھ کے چھوڑ گئے صبح ہوئی بہ ہزار جہد کے اٹھے ساتھی تھا نہ گنج سدھار چکے تھے اونٹ تھے وہ ان دیدہ و دیدہ (?) کی سواری میں تھے انکے پاس بخیر چارہ بھی (?) کے ایک بجھی کو ... دیکھا ...

گئے دن شہر پناہ کے دروازے پر پہونچے۔ جیسے ہی شہر میں قدم رکھا تقدیر کے قول کی تصدیق ہو گئی۔ ہو کا عالم تھا۔ گھر ا قبرستان میں گزر ہوا۔ دیکھتے بائیں دیکھ کر حلوائی کی دکان پر بیٹھے دو دو کا تا تھوڑے کے پیٹے بھرا۔ راستے میں ڈیوٹی نقارے ڈنکے دھوتنہ غیب کی آواز آئی سمجھ کر قضا آئی ہے ہوشیاری کو تھے میں پناہ کے جان بچائی جیسے ہی عورتوں کا غول ادھر گزرا مخفی ابرو زرد سیڑھی سے اتر جتنے پھرتے ستاروں کی چال دیکھنے لگے۔ جیسے ہی نگاہ پڑتے ہی ستارہ گردش کا آیا۔ الٹی سیدھی چال بھرے عقل و دماغ سے خارج ہوئی ہوا تی نے اسکی جگہ لی۔ دھم سے گرے تو بیہوش وقت تک نہ اٹھ سکے جب تک یہ خوبصورت چڑیلیں اپنے مکان میں نہ گئیں۔ کچھ دیر بعد آمد و رفت کی راہ کھلی تو نے تھیلی سے چند نگینے نکالے جوہری کے ہاتھ دنت کے ادنی قیمت سے نذر ہی سامان خرید امکان کرایہ پر لیا نہائے دھوئے آدمی کی صورت بنائی اور نہا کے شہر کی سیر کرنے نکلے۔ پھرتے پھراتے ایک نائی کی دکان پر دم لیا۔ حسن کا اعجاز دیکھیے کہ پیر نو سال کے شباب مردہ نے انگڑائی لی دل ٹیک پڑی بولا آئیے صاحبزادے کرم کیجیے۔ سر کے بال بڑھ گئے ہیں سر پر ہائی کمی میں ہے بیٹھ جائیے تو غلامت کا فور ہو۔ قمر دکان میں جلوہ گر ہوا مزاحشی کے ساتھ سخن تراشی کا تانگا لگا باتوں ہی باتوں میں قمرالزماں نے حجام سے پوچھا کہ اے حضرت یاں اس شہر کی نرالی رسمیں دیکھی جمعہ کے دن تلاوت بیٹھ کر دکانیں چھوڑ کے روپوش ہو جاتے ہیں اسکا سبب کیا ہے؟ میں یہاں تازہ وارد مسافر ہوں کل پہنچے میں نے تماشا دیکھا۔ آخر یہ عورت کون ہے جو ڈنکے اور نقیب کے ساتھ بازاروں کی سیر کرتی ہے۔ بڑے میاں نے دانتوں کے نیچے انگلی دبائی اور کہا خبردار کسی دوسرے کے سامنے ایسی باتیں ذکر نا ورنہ جان کی خیر نہیں۔ بیٹھ غیر جلوہ یاں تمہاری ماں عقا تو ... تمہیں تمام کہانی سنانے گی۔ قمر نے ایک منٹ درست حجام کی مٹھی گرم کی اور نہ کے ساتھ ہو لیا۔ بڑے میاں سیدھے گھر ہو گئے اپنی بڑی بی سے زبان کا بڑی بی بڑی لیں سونے کی ہنسلیاں دینے والی بکری ہاتھ لگی۔ میں سمجھ گئی یہ لونڈا شیخ کا پھر ...

ہے اندر بلا کر وہاں ستون تھنے سناؤں کہ ہوا اور تکمیل ننگ ہستی نے کیا رات کیا عجیب کہ کہا کہ ایک سنو روگ بیٹھے قمرالزماں بڑی بی سے۔ بڑھیا جاتو ساحرہ دیکھ کے یک دھک سی گئی اٹھ کے جائیں بیس بڑھاپے کو کوسا۔ بھولا پیٹ سہلا کے بیٹھیں نام و نشان پوچھا جیتی کی شکایت کی۔ میاں بڑا کی کمائی اور اس کی عنایت ان کی کمی یہ بھی ہے تکلف سوا قمرالزماں جب بیٹھ جائیں تب ضعیفہ نے حقیقت سنائی کہ سنو صاحبزادے تو دنیا میں جتنے دارالسلطنت یا راجدھانیاں ہیں ان میں جہاں کی کثرت ہے عیاشی اور بدمعاشی کا رواج عام ہو تا ہی ہے سبب کہ یہ دارالخلافہ نام ہے پھر بھی اس عیب سے خالی نہیں یہاں کے بادشاہ کو ہندوستان کے راجہ نے ایک موتی بھیجا مگر موتی بن بیدھا تھا بادشاہ نے شہر کے ڈنکے پر بجائے اور سب جوہری کی کہ موتی میں سوراخ کرو مگر جو سوراخ نہ کر پائے ورنہ سولی پر چڑھا دیا جائے گا۔ شہر کے ارے سب نے انکار کیا البتہ ایک تجربہ کار جوہری استاد وحید کے نام سے مشہور دورہ کرو رہتی ہے اس کا مرستہ سمجھ گیا موتی بیدھ کے بادشاہ کی خدمت میں پیش کیا۔ بادشاہ خوش ہوا اور کہا مانگ جو مانگے دو ہوں۔ استاد وحید نے دست بستہ عرض کی کہ خداوند نعمت حضور کے اقبال سے گھر میں دولت کافی ہے۔ اس خدمت کے عوض مال دولت کا ... اس شخص کی بی بی ... تھا ... خصوصیت اسکا یہی چاہتا ہے کہ بے نقاب ہر جمعہ کو شب تمام بازار کی سیر کی ہو سے دکانداروں کو حکم دیجیے کہ نماز سے پیشتر دکانیں کھلی چھوڑ کے جامع مسجد میں جائیں تک بندر ہیں کوئی چڑیا تک بازار میں نہ رہے اگر کوئی بدمعاش تاک جھانک کرے دکھائی دے تو وہ تلوار کے گھاٹ اتارا جائے۔ خون اسکا مباح ہے بادشاہ سلامت قول ہار چکے تھے کرتے ہی کیا۔ دوسرے ڈنکے پر بادشاہ اپنی غرض کے بندے ہوتے ہیں انہیں خلقت کی مصیبت کی پرواہ نہیں ہوتی۔ پہلے دو تین سال سے یہی دستور ہے سیکڑوں بے گناہ اس کا شکار ہو چکے یہ قحبہ ہر جمعہ کو گشت گشت کرتی ہے ... جو ساحرہ ... جانے گی۔ سنو میری جان تم ابھی بچے ہو نیا ہے ... کھتا ہو کہ بی بی نیک ہے ... ذات ہے اگر قحبہ ہو تو بیٹا دنیا ...



کشتی اور طوفان

"ہاہاہا - اواواواو - گوگوگوگو - بھک بھک بھک بھک"

مسٹر پنچ :- ابھی تک معلم صاحب تم ہوا اپنے موافق پارہے ہو - مگر سنو تو یہ طوفانی آوازیں؟"

معلم :- اوہ یہ ہندوستانیوں کی چیخ چنگھاڑ نالہ وزاری ہے اسکی ہوا کشتی کے واسطے مضر نہیں"

اب تم بتاؤ کہ تمہیں خلافت ملنے کا شوق خدا جانے
میں کیوں اور سماں ہے اگر عشق چڑھا ہے تو یہی کہو کہ تم نے
نے سمجھا یا پیرانہ سالی کے شوق پیدا کئے گئی پھر کرے
ڈھینا جائے ورنہ کہا ہے میں خوب سمجھتی ہوں اسے
تو نے تو وہ صورت پائی ہے کہ جنت کی حوریں تجھ پر دل
نثار کریں وہ تو بیچ کیا مال ہے گریباں ؎

مفلسی میں ہو اگر عشق تو ہو جائے گھر خراب
گر وہ شہ ہو تو یہ سودا کرو ورنہ شغل شب شنبے

گھر سدھارو۔ فوراً وہاں نے کہا خدا کی عنایت سے
زر و گوہر با فراط موجود ہے۔ بڑی بی کی باتیں سن کر پھسل گئیں
دوسرے دن ملنے کی تاکید فرما کے رخصت کیا۔ بڑی بی
راوی

اودھ العرب والاسلام

منلق آرا بیگم بنام سابق والیہ بھوپال

بیگم میری بہن گی۔ مجھ سے تم سے کبھی کی صاحب سلامت
نہیں مگر میری بھی وجود جان پہچان کی پروا نہیں کرنا
مجھے تو جو بات خوبی میں آجاتی ہے اسے کہہ ڈالتی ہوں بیگم
آج کل میں ہر دیکھ کے سب کو دھتی ہوں کہ جس چیز کی
عورت رکھنے کے لیے مسلمانوں نے جانیں گنوائیں جن جن کا
سعد جس اٹھائے ہوئے وہ ایسی سستی اور آسان ہے کہ گھر
بیٹھے مجھے منتظر ہے میں بات میں گویا بڑی افضل
چیز کی طرح جس کے ہاتھ لگے وہ لیجائے۔ پہلے ہی سے اسکی
حالتیں بدنت آسمان کی گئیں۔ حالانکہ چاہے سنی ہو
یا شیعہ یہ چیز ہے دونوں کے نزدیک اچھوتی۔ تم کو کس
کی کیفیت تھی کہ میں پہیلیاں بجھواتی ہے صاف صاف
کہہ کے ہر مال معلوم ہو۔ اچھا تو سنو بیگم میرا مطلب خلافت
سے ہے یہ منصب ایسے ایسے بزرگوں کو ملے زمانے میں
کہ جنکے در کو ہر نماز پڑھنا چاہیے جن کا واسطہ دے کے
سے خدا اپنے غضب کو رحمت سے بدل دیتا ہے جن کے حسن
نثار انھی ہر پاؤں قرآن پاک میں ان سے خوشنودی کا پروانہ
لکھ دیا گیا پھر کسی کو انکار کی گنجائش نہ رہے۔ خیر وہ
وقت گیا وہ بات گئی۔ مگر اب وہی اختیار مردوں سے
تو کوئی خلافت کی ہامی نہیں پھر تارہ گئے تم خفا تو بیگم

انکی خلافت سے ہزار درجہ بہتر میری امیدواری خلافت ہے۔
خلیفہ بہت ہو چکے دنیا ترقی کر رہی ہے ہر بات میں مرد
اور عورت کی برابری کا دعویٰ اکیلی عورت ہی نہیں
مردوں کی زبان پر بھی ہے۔ پھر آخر ہم یا تم کیوں ٹھگے
ہاتھوں بیٹھے دریا میں ہاتھ دھوئیں۔ وہ گو مردوں کی
جان ہے عورتوں کے نہیں ہے۔

آج زمانے بھر میں دو ہی عورتیں ایسی ہیں جو خلیفہ
بن سکتی ہیں ایک میں ہوں کہ خدا نے عقل علم جادو کی
سچائی کی سی نعمت ہے جو اسکے تصدق میں نہیں دی۔
ایک تم ہو کہ گھاٹ گھاٹ کا پانی پی چکی ہو عربی فارسی
انگریزی میں داخل ہو حکومت کے رنگ پہلے سے واقف
ہو بڑے بڑے انگریزوں سے ہاتھ ملا چکی ہو ہندوستان
سے مکہ تک زیارتیں ہو چکی ہے اخباروں میں نام چھپ
چکا ہے۔

اپنے بارے میں تو بندی ڈھل ڈھیں ہے کیا سنی کہ
لاکھ کچھ ہو پھر پردہ نشین ہوں دوسرے یہ کہ خصوصاً کا
زخم موجود ہے اسکی نماز بیداری کروں یا خلافت کا
دھندا سنبھالوں تیسرے یہ کہ انگریزی نہیں جانتی
اور سنتی ہوں کہ آجکل کی خلافت بے انگریزی پڑھے
انگریزی طور طریقے اختیار کیے ناجائز اور حرام سمجھی جاتی ہے
چوتھے یہ کہ سوت بھی بغل میں موجود ہے جو میرے ہر کام
میں میں میخ نکالتی ہے چاہے میں نماز ہی پڑھوں پھر
میاں کی وہی شش ہے سے بوڑھے خصم کی جوتے تھے کا
ڈھونا۔ اگر وہ دن کو رات کہدے تو وہ بندہ خدا کہے گا
اس چاند نکلا ہے تارے چھٹکے ہیں۔ پانچویں یہ کہ آدمی
کم ہے اخبار والوں کو منہ بھرائی دوں تو سیرت ولی
لائے کرے گھوں۔ نہ دوں تو پیچھے ہاتھ دھو کے پیچھے پڑ جائیں گے۔
نہ خاص خبر کا لکھیے نہ جلالت مآب حضور عالیہ سرکار
عالیہ الحسیب النسیب الرشنات سلطانہ منلق آرا بیگم صاحبہ
خلد اللہ ملکہا وسلطنتہا کا لقب دیں گے نہ پھر شہرت ہو
کی کریں انہیں اپنے دل سے گوڑ کے نجاویں گے نہ قبولیت
کی نگاہ میری طرف پھیرینگے نہ خلافت کی تمام شرطیں
میری ذات میں اکٹھا کریں گے نہ قصیدہ خوانیاں ہونگی
نہ نذر نیازیاں ہونگی نہ جہاں کہیں جاؤں وہاں لوگ جیسے
چہیتے ہیں میرے نام کی جیتی جی جائے گی نہ شیفتگی

استقبال اور ذکر و شکایت کرنے کے واسطے لوگ آجا تے
جا سکینگے نہ کوئی بادلیس دے نہ گاہ مسجد میں نماز پڑھا سکتی
دو نہیں سکتی نہ وہ گر ہر وضو کے سے کبھی قبلہ کی جانب
کبھی نہیں جھکے میری نماز وضو سادہ کے خدا کی عبادت
کے قابل اور سب کو سب سمجھنے لگیں گے۔ نہ ہماری ڈکمی
نہ جلالت کی خبریں ہے ہم کہ ہم سیاہ کیے جائینگے اور
یہ خرابی سب سے بڑی خرابی ہے۔ مانا کہ اب خلافت کے
واسطے تخت اور اختیار کی ضرورت نہیں تخت نہ میرے
پاس ہے نہ تمہارے پاس لیکن بیگم پھر تمہارا نام بہت بڑا
ہے۔ ابھی لاکھ لٹے پھر سوا لاکھ کے تو ہو۔ اللہ رکھے
صاحبزادہ موجود ہے وہ اپنے لقب میں خلیفہ زادگی کا
لقب بڑھتے دیکھ کے ضرور خوش ہو گا وہ چار لاکھ سال میں
صرف کر دینا کون سی بڑی بات ہے اتنا تو ولایت کے
سفر کے ہر پھیرے میں خرچ ہو جاتا ہے پھر جس طرح سال
پیچھے ایک دفعہ لندن کی زیارت ثواب کی بات
سمجھی جاتی ہے اسی طرح یہ خرچ بھی ثواب سے خالی نہیں
دیکھو ایک رئیس نے اپنی ذات کو سید ثابت کرنے میں کتنا ثواب دیا
اور روپیہ لگایا۔ اور میری بیگم خلافت تو نسب کوئی لگاؤ نہیں
رکھتی اسکا ثابت ہونا کیا دشوار ہے۔ اچھا وہ دشوار بھی
ہو تو کیا بڑے بڑے حاجی صاحب موجود نہیں ہیں خدا کرے وہ بھی
رہتی دنیا تک جتنی گتھیاں پڑیں انکی تدبیر کے ناخون
سلجھا سکتے ہیں جو تم ذرا سا اشارہ کرو تو ٹوٹ جاتا ہے
وہ فوراً اپنی خلافت چھوڑ بیٹھیں گے۔

غرض بیگم اپنے خدا کو ان کے عورت ذات کی آبرو کو
ذرا مشعل بن جاؤ۔ اور یہ کہنے کو تو نہ ہوکہ عورتوں
میں کوئی خلیفہ نہیں ہوا اور کہ عورتوں میں ایک عورت پیغمبر
ہوئی اس وقت سے تمام مردوں کا منہ بند ہو گیا وہ پھر سے
ہم غریبوں پر فخر کرتے تھے نہ ہی عورت اس قابل ہی نہیں
کہ ایسے عہدہ اور روحانی منصب اسے عطا ہوں وہ تو
پیچ بننے کی مشین ہے اب یہ غرور ہے کہ عورت خلیفہ
نہیں ہو سکتی۔ ہاتھی پھرتے گھر ڈھونڈے گیا ہے کیا تو
ابھی مرتبہ ہے خلافت بزبان حال گویا ہے ؎

نفس رسیدہ برلب ہوس نظارہ باقیست
بیا کہ تم گذر کن کہ شد زچارہ باقیست

راقمہ منلق آرا بیگم

مستقل

ایک روزنامہ بنام بالا کانپور کی سرزمین سے ہمارے فاضل و محترم دوست سید حسرت موہانی کی نگرانی میں شائع ہوا ہے۔ فاضل ایڈیٹر کا نام تعریف سے مستغنی ہے انکی عام شہرت نے ہمارے قلم کا بہت سا وقت بچا دیا۔ علاوہ کون ہندوستانی ہے جو حسرت سے واقف نہیں۔ حسرت ہندوستانیوں کے ضمیر میں داخل اور صاحب بہادر کی عنایت سے مستقل بھی ہے۔ [illegible] خاصہ ہے۔ لیکن حسرت ہی نکالتی تھی کہ کانپور کی سرزمین منحوس اور قاطع [illegible] آب دیدہ ہے یہ منحوس جسم تھا غضب خدا کا اتنا بڑا کاروباری شہر متمول مسلمانوں کی بستی اور ایک روزنامہ جریدہ سے محروم۔

"مستقل" کی روش بھی جیسے کہ آل مسلم پارٹیز کانفرنس کی پالیسی اس کمیٹی کی ذمہ دار ہے۔ ہمیں حیرت ہے کہ حسرت کا سا اکھڑ لیڈر کیونکر اس آدھے تیتر آدھے بٹیر گروہ کی دعوت میں پھنس گیا۔

ہر حال محل شکر ہے کہ حسرت کے ہوتے "مستقل" سے ہمیں کوئی خوف نہیں جیسا کہ ان چار پانچ نمبروں کے معائنہ سے واضح ہوتا ہے "مستقل" پنجاب کے بعض حد سے متجاوز جرائد کی سی روش نہیں رکھتا۔ گو اگرچہ حسرت کی طبیعت کے منافی ہے مگر فی الجملہ اعتدال کے ساتھ۔ ہم اپنے محترم کا معاصر کشادہ پیشانی استقبال کرتے ہیں۔

مدت سے حسرت کی تحریر دیکھنے کو آنکھیں ترستی تھیں یہ حسرت بھی نکلی۔ خدا کرے مستقل مستقل رہے۔ سالانہ قیمت بارہ روپیہ اور ششماہی سات روپیہ

المختصرات

سنا ہے کہ کراچی میں سائمن کمیشن نے فری پریس کے نامہ نگار کو باوجود [illegible] کو نکلوا دیا۔ [illegible] نہیں۔ ایک نالائق ہے کمیشن [illegible] حسرت [illegible] نہیں نہ دیکھا تھا۔ آئینہ بڑی چیز ہے ایک جنٹلمین نے [illegible] میں آئینہ جیب پڑا پایا منہ دیکھا تو ہونٹ [illegible] گوروں سے [illegible] کالا کلوٹی رنگت زرد [illegible] سی بھیانک آنکھیں [illegible]

تنگ پیشانی سے ہی متوجہ ہیں کہ وہیں پھینک دیا جائے [illegible] ہو ایسا تو نہ ہو انگلیوں میں ٹھوکریں کیوں کھاتا پھرتا؟ لاہور کی خفیہ شہادتوں کا وقت ایک [illegible] [illegible] لیکن عشق کا درد آنکھوں کا پوشیدہ رہنا خطا [illegible] نگاہوں سے محال ہے

نگاہ شوق رخنہ کرتی ہے دیوار آہن میں

پرانے فیشن کے ملا جیسی پوشاک کے علاوہ بر [illegible] تھے وہاں کے نیم ملا صاحب لوگ انھیں احمق بناتے تھے۔ بزرگوں نے اپنے لیے خاص ترکی ٹوپی بنائی پادریوں نے پاپائی کلاہ کا چندوا چھیلا کے ایک لقوسا چھوڑ علامت قرمت [illegible] ڈسپن چڑھا پا اور کالجیوں نے سیدھے نیچے دے کو علامت فی النار قرار دیا تو کوئی انھیں وحشی یا احمق نہیں کہتا۔ بیٹھے بیٹھے کی سند نہیں کوئی منہ پر کہے تو جانیں۔ ایرانی پردیسیوں کے لیے کوئی قانون نہیں وہ جو چاہیں کریں صرف زر نقد ہر جیلا اُنکی جیب میں موجود ہونا شرط ہے چنانچہ سودے والے چار آنے سیر انگور ایرانی کے ہاتھ بیچتے ہیں تو بجائے مسافر پروری ایک روپیہ سیر کے حساب سے منہدی کر دیتے ہیں۔ مگر کابل میں ہیٹ اور ترکی کی مصیبت پردیسیوں کے سر پر بھی نازل ہے۔ سکھ اس حکم سے بیزار ہیں۔ دیکھئے پگڑی اور ہیٹ کی لڑائی میں پالا کس کے ہاتھ رہتا ہے۔

برابری کا دعویٰ غلط ہے۔ جنس تعلیم [illegible] کو مردوں کے دل پر حکومت حاصل ہے پس [illegible] جانے کیوں سر آئے ہیں۔ بصرہ [illegible] ہے۔ یورپ کی عورت عورت نہیں ہوتی۔ وہاں مرد دو قسم کے ہوتے ہیں (۱) داڑھی مونچھوں والے (۲) بے ریش و بروت۔ آزادی حاصل ہے تو یہ مطالبہ کہ شادی کی عمر ۱۸ سال تک بڑھا دی جائے بیکار ہے اور یہ بھی خواہ مخواہ کی عبث ہے کہ طلاق کی قانونی تعداد میں ایسے بانٹ رکھے جائیں جس کی دونوں بلڑے برابر ہیں کیا ہستی کہ جہاں مساوات نہیں وہاں بھی بی بی مگر بیبی جب چاہیں گھر ویران کر کے چل دیں کون روک سکتا ہے۔ شرع پر اعتبار [illegible] [illegible] کی خواہش کسی اعتقاد نہیں [illegible]

محترمہ [illegible] صاحبہ نے ایک کتاب مذکرۂ صحابیات کے نام سے مرتب کی ہے اس کتاب میں سوا اللہ کے ازواج و بنات دیگر صحابیات کے حالات تو دیکھیے کتاب اس قابل ہے کہ خواتین اسلام مطالعہ فرمائیں۔ اسلامی [illegible] اس کتاب سے مشہور خواتین کے حالات معلوم کر کے اپنا طبقہ تعلیم میں داخل کرا سکتے ہیں۔ [illegible] عصمت [illegible] کا چال چلن [illegible] حال کی تعلیم و تہذیب کے منافی ہو۔ کتاب سید ابن الحسین جوہری محلہ [illegible] لکھنؤ سے بھی [illegible] مل سکتی ہے لکھائی چھپائی کاغذ کے اعتبار سے بہت اچھی ہے تخمیناً [illegible] صفحہ کا حجم ہے۔

جو لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ شاہ [illegible] یورپ سے تہذیب جدید کی تعلیم میں اعلیٰ ڈگری حاصل کر کے تشریف لائے ہیں غلطی پر ہیں۔ جب یورپ کی عورتوں نے بال [illegible] نہیں کروائے تھے اس وقت ہمارے [illegible] کی [illegible] بال بہر [illegible] موجود تھیں۔ کوئی ٹوپی [illegible] کسی [illegible] کی تھی۔ کوئی [illegible] کے رنگ برنگ [illegible] سے [illegible] کوئی [illegible] کوئی [illegible] اسی پر قیاس مردانی ٹوپیوں کے اقسام بھی [illegible] پر [illegible] یا انتظامی منصب داروں کے عوام کے واسطے کسی خاص وضع کی پابندی نہیں۔ برخلاف اسکے [illegible] کابل [illegible] سر بار [illegible] کا عمامہ اور [illegible] ہر قسم اپنے دست شفقت سے چھپتا ہے جیسی عورت بھی اور عصمت بھی۔

لالہ لاجپت رائے کوئی معمولی شخص تھے جنکے انتقال پر ماتم حیرت کا باعث ہو۔ اگر وطن کی آزادی افراد کی کوشش ہی پر منحصر ہے تو لاجپت رائے کا ہونا ان افراد کے واسطے چارہ راہ ہے جن لوگوں نے جیتے جی انکی پیروی نہیں کی انکے منہ سے [illegible] [illegible] نہیں معلوم ہوتے ہم ہندوستان کو آزاد کر کے رہیں گے۔ [illegible] جب تم لے [illegible] اور [illegible] ہر سال [illegible] کرتے ہو اور ہماری [illegible] بھی دل مضبوط نہیں ہوتا [illegible] لاجپت رائے کس شمار [illegible] میں ہیں۔ یہ وقتی جوش ہے جیسا پانی پر [illegible] بالفعل ایک [illegible] اور [illegible] مذاق [illegible] [illegible] دیکھنا ہے کہ [illegible] اسی بات پر لوگ شکر ادا کریں۔